بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم جمعہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۵/۲۰	۱۶ فتح ۱۳۴۵ھش ۳ رمضان ۱۳۸۶ھ ۱۶ دسمبر ۱۹۶۶ء	نمبر ۲۹۲

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے

اللہ تعالیٰ کی اطاعت امر اور نہی میں سچا ایمان ہے

حضور سے دریافت کیا گیا کہ سفر کے لئے روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ:-

"قرآن کریم سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ یعنی مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ اس میں امر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ جس کا اختیار ہو رکھ لے جس کا اختیار ہو نہ رکھے۔ میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہیں رکھنا چاہیئے اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھ لیتے ہیں اس لئے اگر کوئی تعامل سمجھ کر رکھ لے تو کوئی حرج نہیں مگر عِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ کا پھر بھی لحاظ رکھنا چاہیئے۔"

سفر میں تکالیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زورِ بازو سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے۔ اس کو اطاعتِ امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا۔ یہ غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت امر اور نہی میں سچا ایمان ہے۔"

(ملفوظات جلد اول ۲۹۲-۲۹۳)

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۵ دسمبر۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی ڈاکٹری اطلاع منظر ہے کہ

"نام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے لیکن قارورہ کے ٹیسٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ گردوں میں ابھی سوزش ہے"

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اپنے فضل سے صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین اللّٰھم آمین۔

محترمہ بیگم صاحبہ محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب کا ڈھاکہ میں ۱۲ دسمبر کو اپریشن ہوا جو بفضلہ تعالیٰ کامیاب رہا ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور درد سے بالالتزام دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

لاہور۔ مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر ناظر دیوان کے فرزند عزیز مبشر احمد صاحب اختر جھنگ سے لاہور آئے ہوئے تھے کہ وہاں انہیں بخار ہو گیا وہ بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار رہیں۔ احباب جماعت خاص توجہ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے آمین

درخواستِ دعا

حضرت سیدہ بشریٰ بیگم مہر آپا صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

بفضلہ تعالیٰ ۱۲ دسمبر ۱۹۶۶ء کو میری عزیز ترین اکلوتی بھانجی منصورہ بیگم سلمہا کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔

میں حضرت اقدس سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کے حوالہ سے

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو! زورِ دعا دیکھو تو

تمام احباب جماعت و بزرگانِ سلسلہ عالیہ کی خدمت میں نہایت عاجزانہ دعا کی درخواست کرتی ہوں کہ آپ تمام بزرگ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محض اپنے فضل و کرم سے عزیزہ کا مستقبل نہایت روشن اور قابل رشک بنائے۔ عزیزہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی، خدا کے ساتھ اپنا رشتہ نہایت مضبوط بنانے والی اور اس کے احکام پر چلنے والی ہو۔ خدا تعالیٰ عزیزہ کے وجود کو سلسلہ کے لئے، اپنے دونوں خاندانوں کے لئے باعثِ رحمت و برکت بنائے وہ ہر قسم کی آزمائش سے ہمیشہ نا آشنا رہے۔

مولا تجھ سے ہی میری یہ التجا ہے کہ تو اس کا ہاتھ اس کا ساتھ نہ چھوڑیو۔ تو ہی ہر گام پر اس کی راہبری فرمائیو۔ یہ معصوم اور انجان محض ہے۔ تو اس پر دینی و دنیوی افضال و رحمت اور برکات کی موسلا دھار بارش برساتا رہیو۔ میں مغموم ہوں۔ تو مجھے اس کی طرف سے ہمیشہ سکون و اطمینان کی دولت سے نوازتا رہیو۔ دراصل تیری ذات ہی وہ خوبصورت سہارا ہے۔ جس کے سامنے باقی تمام کچھ ہیچ اور بے معنی ہے۔ میں نے اسے تجھی کو سونپا ہے اور اب وہ تیرے ہی حوالے ہے۔"

"مہر آپا"

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۶۶ء

اسلام پر اعتماد کس طرح پیدا ہو سکتا ہے

ماہنامہ ترجمان القرآن کے اشارات نگار مولوی عبدالحمید صاحب صدیقی شمارہ دسمبر ۱۹۶۶ء میں رقمطراز ہیں کہ

"اسلام سے وابستگی کا سب سے پہلا ثبوت یہ ہے کہ امت مسلمہ کو اس کے عوام اور خواص کو، اس کے اہل علم اور اہل دانش کو، اس کے سیاست دانوں اور ماہرین معیشت کو، اور اس کے ارباب اقتدار کو اس دین پر پورا پورا اعتماد ہو اور اپنے دل میں اس امر کا یقین رکھتے ہوں کہ ان کی اور ان کی قوم کی بہتری کا راز صرف اس دین حق کو اپنانے میں مضمر ہے لیکن یہاں ہمیں اسلام پر اعتماد کی جگہ اس کے متعلق بے یقینی اور اس کے مستقبل کے بارے میں مختلف قسم کے شکوک اس کی تعلیمات کے متعلق کئی قسم کے شبہات نظر آتے ہیں۔" (ترجمان القرآن ص ۱۲، ۱۳)

ان سطور میں صدیقی صاحب نے جو ہونا چاہیئے اور جو ہے کا تقابل کر کے یہ امر واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ فی زمانہ مسلمانوں کو دین اسلام پر وہ اعتماد نہیں رہا جو ایک سچے مسلمان کے دل میں ہونا چاہیئے تاکہ مسلمان ان برکات و ثمرات کا حامل بنے جو اسلام کا مقصود ہیں۔ صدیقی صاحب نے اپنے ان اشارات میں اس امر کو کافی پھیلاؤ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ چنانچہ اس امر کی مزید وضاحت آپ ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

"امت مسلمہ کے اندر آج جو ہمہ گیر فساد اور انتشار پایا جاتا ہے اور جسے اتحاد، تنظیم اور اخوت کے فلک شگاف نعرے اور اتفاق کی برکتوں کے بڑے دلچسپ وعظ بھی دور نہیں کر سکے۔ اس کی وجہ ایک ہی ہے کہ ہم نے اسلام کو دل کی گہرائیوں سے قبول نہیں کیا۔"

(ماہنامہ ترجمان القرآن دسمبر ۱۹۶۶ء ص ۱۴)

یہ تو درست ہے کہ آج کے مسلمان کی سب سے بڑی مصیبت یہی ہے کہ اس کو دین اسلام پر اعتماد نہیں رہا۔ اور اس نے اسلام کو دل کی گہرائیوں سے قبول نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اب اپنی فلاح کے لئے ادھر ادھر دیکھتا ہے اور اس زمانہ میں مغربی اقوام نے جو نئی نئی تحریکیں شروع کر رکھی ہیں۔ ان سے اپنے مرض کا علاج کرنا چاہتا ہے۔ جیسا کہ سوشلزم جمہوریت وغیرہ۔ صدیقی صاحب نے اس نہج سے موجودہ مسلمان کے عزائم پر تنقید کی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"آج ہمیں مختلف اطراف سے اسلام کے بارے میں عجیب و غریب نعرے سنائی دے رہے ہیں۔ کہیں اسلامی سوشلزم کی آواز بلند ہوتی ہے، کہیں اسلامی آمریت کے تذکرے ہو رہے ہیں۔ کہیں اسلام کو جدید بنانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ الغرض اسلام اس دور میں عمل جراحی کی نازک منزلوں سے گزر رہا ہے۔ اگر یہ صورت حال کچھ مدت تک قائم رہی۔ تو اس دین کا اس بری طرح سے حلیہ بگڑ جائے گا کہ ایک عام آدمی کے لئے دین حق کی پہچان مشکل ہو جائے گی۔ جو لوگ اسلامی سوشلزم کا نعرہ لے کر اٹھے ہیں۔ اور اسی میں ملت اسلامیہ کی نجات دیکھتے ہیں، وہ فہم و فراست کے دعوؤں کے باوجود اتنی سادہ سی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ان دو ان میل نظاموں کے درمیان کس طرح جوڑ قائم ہو سکتا ہے۔ اگر یہ حضرات اپنے اس دعوے میں مخلص ہیں تو پھر ان کے بارے میں کم سے کم جو بات کہی جا سکتی ہے، وہ یہ ہے کہ یہ ایک بہت بڑے فریب میں مبتلا ہیں۔ ایک ایسا فریب جس کا شکار ایک معمولی عقل و فہم کا مالک بھی نہیں ہو سکتا۔ اس دعوے سے ان لوگوں کی اسلام اور سوشلزم دونوں کے بارے میں جہالت اور ناواقفیت کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ اور اگر یہ حضرات فی الحقیقت جان بوجھ کر یہ

حدیث النبی

اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ

عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الصیام جنّة فلا یرفث ولا یجهل وان امرؤ قاتله او شاتمه فلیقل انی صائم مرّتین والّذی نفسی بیده لخلوف فم الصائم اطیب عند الله من ریح المسك یترك طعامه وشرابه وشهوته من اجلی الصیام لی وانا اجزی به والحسنة بعشر امثالها.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ (عذاب الٰہی کے لئے) سپر ہے۔ لہٰذا روزہ دار کو چاہیئے کہ فحش بات نہ کہے۔ جہالت نہ کرے اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے۔ تو وہ دو مرتبہ کہہ دے "میں روزہ دار ہوں"۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ ہے (اللہ تعالےٰ فرماتا ہے) کہ روزہ دار اپنا کھانا پینا اور اپنی خواہش میرے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ ہر نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے۔ لیکن روزے کا اس سے زیادہ ملے گا۔" (بخاری کتاب الصوم)

کہہ رہے ہیں تو پھر یہ پوری امت بلکہ پوری انسانیت کو دھوکا دے رہے ہیں۔"
(ترجمان القرآن دسمبر ۱۹۶۶ء ص ۱۴، ۱۵)

آپ سوشلزم کی مثال دے کر فرماتے ہیں۔

"اجتماعی عدل" کی جس ترکیب سے یہ قوم کو آلو بنانے کا عزم رکھتے ہیں۔ وہ بالکل ایک اضافی تصور ہے۔ جس کے معنے اسلام اور سوشلزم میں بالکل الگ الگ ہیں ان دونوں نظاموں کے درمیان اساسی فرق ہے۔ اور ان کے درمیان کوئی چیز بھی قدر مشترک کی حیثیت نہیں رکھتی۔ کیونکہ ان دونوں نظاموں کی بنیادی اقدار ایک دوسرے سے یکسر جداگانہ ہیں۔ اسلام کا سارا نظام خشت اول سے لے کر کنگرے تک خدا پرستی کی بنیاد قائم ہے۔ خدا پرستی کا یہ تصور دین حق میں اس طرح محض رسم اور تکلف کے طور پر موجود نہیں جس طرح کہ کسی ثقافتی شو یا کسی سینما ہال کے افتتاح کے وقت قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے یہاں خدا پرستی کے معنی یہ ہیں کہ اسلام کا پورا نظام مادی اقدار کے بجائے ان اخلاقی اقدار پر قائم ہے، جو ہمیں باری تعالےٰ سے اس کے رسول کی وساطت سے ملی ہیں۔ اشتراکیت میں الحاد کی طرح فیصلہ کن چیز اس کی معاشی اور مادی افادیت ہے۔ اس کے برعکس اسلام میں آخری و حتمی اور قطعی معیار خدا کی رضا اور اس کی ناراضگی ہے۔ اسلام میں سارے انفرادی اور اجتماعی مسائل کو اخلاقی بنیادوں پر حل کیا جاتا ہے۔ اور اس کے برعکس اشتمالیت اور اشتراکیت میں سارے معاملات کو جیب اور پیٹ کے نقطۂ نظر سے طے کیا جاتا ہے۔"

(ماہنامہ ترجمان القرآن دسمبر ۱۹۶۶ء ص ۱۵)

یہ تو بالکل ٹھیک ہے لیکن سوال یہ ہے کہ خدا پرستی کا جذبہ جو آج مسلمانوں کے دلوں سے مفقود ہو چکا ہے از سر نو اس کو کس طرح پیدا کیا جائے۔ دوسرے لفظوں میں اسلام کے اصولوں پر از سر نو ایمان کس طرح لایا جائے۔ افسوس یہ ہے کہ یہی چیز تھی جس پر غور کرنا ضروری تھا۔ مگر صدیقی صاحب نے اسی کو تشنہ چھوڑ دیا ہے۔ بیماری کی علامتیں ہی جان لینے سے بیمار تندرست تو نہیں ہو سکتا۔ ضرور ہے کہ صحت حاصل کرنے کے لئے بھی طبیب دوا تجویز کرے۔ اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا اسلام نے ایمان باللہ یا جذبہ خدا پرستی کی تجدید و احیاء کے لئے بھی کوئی نسخہ تجویز کیا ہے یا نہیں؟ (باقی)

مومنوں کا فرض ہے کہ وہ رمضان کے بابرکت ایام سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں

رمضان المبارک کے روزوں میں شریعت نے کئی حکمتیں رکھی ہیں

(رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

(۲)

پھر روزوں سے اس رنگ میں بھی

روحانیت ترقی کرتی ہے

کہ جب انسان خدا تعالےٰ کے لئے کھانا پینا ترک کرتا ہے تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالےٰ کے لئے اس کی راہ میں مرنے کو تیار ہے اور جب وہ اپنی بیوی سے مخصوص تعلقات منقطع کرتا ہے تو اس بات پر آمادگی کا اظہار کرتا ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے لئے اپنی نسل کو بھی برباد کر دینے کے لئے تیار ہے۔ اور جب وہ روزوں میں ان دونوں اقسام کے نمونے پیش کر دیتا ہے تو وہ خدا تعالےٰ کی لقاء کا مستحق ہو جاتا ہے اور خدا تعالےٰ سے تعلق ہونے اور روحانیت کے مضبوط ہو جانے سے وہ شخص ہمیشہ کے لئے گمراہی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ پھر رمضان کے ذریعہ استقلال کی عادت بھی ڈالی جاتی ہے کیونکہ یہ نیکی متواتر ایک عرصہ تک چلتی ہے۔ انسان دن میں کئی کئی مرتبہ کھانے کا عادی ہوتا ہے۔ غرباء اور امراء، شہری اور دیہاتی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق عام ایام میں کئی دفعہ کھاتے ہیں مگر رمضان میں تمام کھانے سمٹ سمٹا کر صرف دو بن جاتے ہیں۔ اسی طرح جہاں دوسرے ایام میں وہ ساری رات سوئے رہتے ہیں۔ وہاں رمضان کے ایام میں انہیں تہجد اور سحری کے لئے اٹھنا پڑتا ہے اور دن کو بھی

قرآن کریم کی تلاوت

میں اپنا کافی وقت صرف کرنا پڑتا ہے۔ غرضیکہ رمضان کے ایام میں اپنی عادت کی بہت کچھ قربانی کرنی پڑتی ہے اور یہ قربانی ایک دن نہیں دو دن نہیں بلکہ متواتر ایک مہینہ تک بغیر ناغہ کے کرنی پڑتی ہے۔ پس روزوں سے استقلال کا عظیم الشان سبق ملتا ہے اور درحقیقت بغیر مستقل قربانیوں کے کوئی شخص خدا تعالےٰ کو نہیں پا سکتا کیونکہ حقیقی محبت جوش دلانے سے تعلق نہیں رکھتی اور نہ وہ عارضی ہوتی ہے۔ بلکہ حقیقی محبت استقلال سے تعلق رکھتی ہے۔

یہی وجہ ہے

کہ جب ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ آپ کی ایک بیوی نے چھت سے ایک رسّہ اس لئے لٹکا رکھا ہے کہ جب نماز پڑھتے پڑھتے انہیں اونگھ آنے لگے تو اس کا سہارا لے لیں تو آپ نے فرمایا یہ کوئی عبادت نہیں۔ عبادت وہی ہے جسے انسان بشاشت سے ادا کرسکے اور جس کے نتیجہ میں ایسا ملال پیدا نہ ہو جو اس کے دوام اور استقلال کو قطع کرنے کا موجب بن جائے۔

اسی طرح

روزوں کا ایک اور فائدہ

یہ ہے کہ اس کے ذریعہ مومنوں کو ایک مہینہ تک اپنے جائز حقوق کو بھی ترک کرنے کی مشق کرائی جاتی ہے۔ انسان گیارہ مہینے حرام چھوڑنے کی مشق کرتا ہے مگر بارھویں مہینہ میں وہ حرام نہیں بلکہ حلال چھوڑنے کی مشق کرتا ہے۔ یعنی روزوں کے علاوہ دوسرے ایام میں ہم یہ نمونہ دکھاتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے لئے ہم کس طرح حرام چھوڑ سکتے ہیں مگر روزوں کے ایام میں ہم یہ نمونہ دکھاتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے لئے کس طرح حلال چھوڑ سکتے ہیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ

حلال چھوڑنے کی عادت

پیدا کئے بغیر دنیا میں حقیقی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ دنیا میں اکثر فساد اس لئے نہیں ہوتے کہ لوگ حرام چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے بلکہ اکثر فساد اس لئے ہوتے ہیں کہ لوگ حلال کو بھی ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ وہ لوگ بہت ہی کم ہیں جو ناجائز طور پر کسی کا حق دبائیں۔ مگر وہ لوگ دنیا میں بہت زیادہ ہیں جو لڑائی اور جھگڑے کو پسند کر لیں گے مگر اپنا حق چھوڑنے کے لئے کبھی تیار نہیں ہوں گے سینکڑوں پاگل اور نادان دنیا میں ایسے ہیں جو اپنا حق حاصل کرنے کے لئے دنیا میں عظیم الشان فتنہ و فساد پیدا کر دیتے ہیں اور اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کرتے کہ

دنیا کا امن

تباہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ اگر وہ ذاتی قربانی کریں تو دنیا سے جھگڑے اور فساد مٹ سکتے ہیں اور نہایت خوشگوار امن قائم ہو سکتا ہے۔ پس رمضان کا مہینہ ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ تم صرف حرام ہی نہ چھوڑو بلکہ خدا تعالےٰ کے لئے اگر ضرورت پڑ جائے تو حلال یعنی اپنا حق بھی چھوڑ دو تاکہ دنیا میں نیکی قائم ہو اور خدا تعالےٰ کا نام بلند ہو۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئیے کہ

اسلامی عبادتیں

اپنے اندر کئی قسم کے سبق رکھتی ہیں۔ بعض سبق ایسے ہوتے ہیں جو ہر عبادت سکھاتی ہے اور بعض سبق ایسے ہیں جو ساری عبادتوں کی مجموعی حالت سے پیدا ہوتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح خدا تعالےٰ کے پیدا کردہ عالم میں ہمیں یہ نقشہ نظر آتا ہے کہ اس کا ہر فرد اپنے اندر ایک حقیقت رکھتا ہے پھر دو افراد مل کر اپنے اندر حقیقت رکھتے ہیں۔ پھر دو سے زیادہ افراد مل کر ایک حقیقت پیدا کرتے ہیں۔ پھر سارا عالم اپنے اندر ایک حقیقت رکھتا ہے۔

یہی حال عبادتوں کا ہے

اور جس طرح قانونِ قدرت میں ایک ترتیب اور ربط موجود ہے۔ اسی طرح عبادتوں میں بھی ربط ہے۔ مگر یہ بات صرف شریعتِ اسلامیہ ہی کو حاصل ہے۔ باقی شرائع میں نہیں۔ ان میں نماز، زکوٰۃ اور روزہ کی قسم کی عبادتیں ہیں مگر ان کا آپس میں کوئی ربط نہیں۔ وہ ایسی ہی ہیں جیسی بکھری ہوئی اینٹیں۔ لیکن شریعتِ اسلامیہ کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کا ہر حکم اپنے اندر حقیقت رکھتا ہے۔ پھر سارے کے سارے احکام مل کر اپنے اندر حقیقت رکھتے ہیں۔ اس کی ایک مثال

نماز اور روزہ

ہے۔ نماز اپنی ذات میں ایک سبق رکھتی ہے اور روزہ بھی اپنی ذات میں ایک سبق رکھتا ہے مگر پھر نماز اور روزہ مل کر ایک اور سبق رکھتے ہیں۔

اگر نماز نہ ہوتی صرف روزے ہوتے تو یہ سبق رہ جاتا۔ اور اگر روزے نہ ہوتے صرف نماز ہی ہوتی تب بھی یہ سبق رہ جاتا بے شک روزے اپنی ذات میں مفید ہیں اور نماز اپنی ذات میں مفید ہے جس طرح اسلام کی ساری عبادتیں اپنی اپنی ذات میں مفید ہیں لیکن نماز اور روزہ مل کر ایک نیا سبق دیتے ہیں جس کی طرف میں اس موقعہ پر توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

نماز کا اصل مقام طہارت ہے

جسے وضو کی حالت کہتے ہیں۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص وضو کر کے نماز کے لئے بیٹھ جاتا ہے وہ نماز ہی کی حالت میں ہوتا ہے۔

نماز اس حالت کا انتہائی مقام ہے ورنہ اصل نماز مومن کی وہ قلبی کیفیت ہے جو وضو سے تعلق رکھتی ہے اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ

وضو کی کیا حقیقت ہے

وضو کے ذریعہ جو فعل ہم کرتے ہیں وہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ کوئی چیز جسم سے خارج نہ ہو خواہ وہ پیشاب پاخانہ کے رنگ میں خارج ہو خواہ مرد و عورت کے تعلقات کے ذریعہ سے خارج ہو یا اور ایسے رنگوں میں خارج ہو جن سے طہارت کو نقصان پہنچتا ہو۔ غرض وضو کا مدار کسی چیز کے جسم سے نہ نکلنے پر ہے۔

اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں

کہ نماز کی طہارت کا مدار اس امر پر ہے کہ کوئی چیز جسم سے خارج نہ ہو۔ لیکن روزہ کی طہارت کا مدار اس امر پر ہے کہ کوئی چیز جسم کے اندر داخل نہ ہو۔ بے شک روزہ میں مرد و عورت کے تعلقات سے بھی روکا گیا ہے مگر یہ اس لئے ہے کہ روزہ کی حالت میں انسان کی کلی توجہ اور طرف نہ ہو۔ ورنہ روزہ کا اصل مدار کسی چیز کے جسم میں داخل نہ ہونے پر ہے اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ روزہ کا مدار اس امر پر ہے کہ کوئی چیز جسم میں داخل نہ ہو۔ اگر صرف نماز ہی ہوتی اور وضو صرف ظاہری صفائی ہوتا تو کہا جاتا کہ اس سے مراد صرف ہاتھ منہ اور پاؤں کا دھونا ہے۔ اسی طرح اگر روزہ ہوتا اور کوئی چھوٹی موٹی چیز کھا لی جاتی تو کہا جا سکتا تھا کہ روزہ سے مراد فاقہ کرانا ہے لیکن جسم سے کچھ خارج ہونے سے وضو کا باطل ہو جانا اور کسی چیز کے جسم میں داخل ہونے سے روزہ کا ٹوٹ جانا بتاتا ہے کہ کسی چیز کے خارج ہونے کا نماز سے اور کسی چیز کے اندر داخل ہونے کا روزہ سے تعلق ہے۔ اور ان دونوں کو ملا کر

یہ لطیف بات نکلتی ہے

کہ انسان طہارت میں اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ دو احتیاطیں نہ کرے۔ یعنی بعض چیزیں اپنے جسم سے نکلنے نہ دے۔ اور بعض چیزیں داخل نہ ہونے دے۔ اگر ہم ان دو باتوں کا لحاظ رکھ لیں کہ بعض کو داخل نہ ہونے دیں تو طہارت کامل ہو جاتی ہے۔ نماز اور روزہ سے مجموعی طور پر انسان کو یہ گر سکھایا گیا ہے کہ ہر انسان کو یہ امر مدِ نظر رکھنا چاہیئے کہ بعض چیزوں کے جسم سے نکلنے کی وجہ سے وہ ناپاک ہو جاتا ہے انکو نکلنے نہ دے اور بعض چیزوں کے جسم میں داخل ہونے کی وجہ سے وہ ناپاک ہو جاتا ہے انہیں داخل نہ ہونے دے

اب سوال پیدا ہوتا ہے

کہ وہ کونسی گندی چیزیں ہیں جن کا نکلنا روحانیت کے لحاظ سے مضر ہوتا ہے۔ دنیا میں تو ہم دیکھتے ہیں کہ گند کا نکلنا ہی اچھا ہوتا ہے۔ کیا ایسے گند بھی ہیں جن کا نہ نکلنا اچھا ہوتا ہے اس کے متعلق ہمیں قرآن کریم اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض گند ایسے بھی ہیں جن کا نہ نکلنا ہی اچھا ہوتا ہے۔ مثلاً کسی کی طبیعت میں غصہ زیادہ ہے اگر کسی موقعہ پر اسے سخت غصہ آ گیا مگر وہ اسے نکلنے نہیں دیتا تو خدا تعالےٰ فرماتا ہے والکاظمین الغیظ کہ نیک اور متقی انسان کو بھی غصہ آ جاتا ہے مگر وہ اسے روک لیتا ہے۔ جیسے نماز کے وقت اس بات کا لحاظ رکھ لیتا ہے کہ اس وقت ایسی چیزیں ظاہر نہ ہوں جو وضو کو باطل کر دیں۔

بعض کیفیتیں ایسی ہوتی ہیں

کہ وہ روک دینے سے کم نکلتی ہیں۔ اور اگر انہیں نکلنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا جائے تو بڑھ جاتی ہیں۔ غصہ بھی ایسی ہی کیفیات میں سے ہے۔ ہمارے ہاں محاورہ بھی یہی ہے۔ کہتے ہیں کہ اب تو آپ نے غصہ نکال لیا ہے اب جانے دو۔ یعنی گالی گلوچ یا مارپیٹ کے ذریعہ سے

غصہ کا اظہار کر لیا ہے

لیکن اگر وہ اسے دبا لیتا اور روک لیتا ہے تو وہ اس کے لئے نیکی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اگر کسی کے دل میں کوئی برا خیال پیدا ہو مگر وہ اسے روک لے اور اس پر عمل نہ کرے تو یہ اس کے لئے نیکی ہو جاتی ہے۔ غرض قلب کے بعض ایسے حالات ہوتے ہیں کہ اگر انہیں ظاہر کیا جائے تو طہارت باطل ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر ان کو دل ہی میں رکھیں تو نیکی بن جاتی ہے۔ یہ سبق نماز سے حاصل ہوتا ہے۔

دوسری چیز یہ ہے

کہ کوئی چیز جسم میں داخل نہ ہونے دیجائے اسکی مثال جھوٹ، استہزاء، چغل خوری اور غیبت وغیرہ کی باتیں ہیں ان کا نہ سننا بھی نیکی ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسی باتیں روحانیت سے عاری کر دیتی ہیں۔ پس اخلاقِ فاضلہ مکمل کرنے کے لئے ان دونوں باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ بعض قسم کے گندوں کو باہر نہ نکلنے دیا جائے اور بعض کو اندر نہ داخل ہونے دیا جائے۔ روزہ ہمارے لئے یہ سبق رکھتا ہے کہ ہم ان تمام ناپاک اور گندی باتوں سے بچیں جن کو اپنے اندر داخل کرنے سے ہماری روحانیت باطل ہو جاتی ہے۔ اور ہم اللہ تعالےٰ کے قرب سے محروم ہو جاتے ہیں۔

اس سوال کا جواب کہ روزے صرف رمضان کے مہینہ میں ہی کیوں رکھوائے جاتے ہیں سارے سال پر ان کو کیوں نہ پھیلا دیا گیا یہ ہے کہ جب تک

تواتر اور تسلسل

نہ ہو صحیح مشق نہیں ہو سکتی۔ ہر مہینہ میں اگر ایک دو دن کا روزہ رکھ دیا جاتا تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک وقت کے کھانے میں تو بعض اوقات سیر وغیرہ کے باعث دیر ہو جاتی ہے۔ یا بعض اوقات اور مصروفیتوں کے باعث کھانا نہیں کھایا جا سکتا مگر کیا اس سے بھوک اور پیاس کو برداشت کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ حکومت بھی فوجیوں سے متواتر مشق کراتی ہے یہ نہیں کہ ہر مہینہ میں ایک دن ان کی

مشق کے لئے رکھ دے

تو جو کام کبھی کبھی کیا جائے اس سے مشق نہیں ہو سکتی۔ مشق کے لئے مسلسل کام کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے پورے ایک ماہ کے روزے مقرر فرما دیئے تاکہ مومنوں کو خدا تعالےٰ کے لئے بھوکا پیاسا رہنے اور رات کو عبادت کے لئے اٹھنے اور دن کو ذکرِ الٰہی اور تلاوت قرآن کرنے کی عادت ہو اور ان کی روحانی صلاحیتیں ترقی کریں۔

غرض رمضان کا مہینہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے

خاص برکات اور خاص رحمتیں

لے کر آتا ہے۔ یوں تو اللہ تعالےٰ کے انعام اور احسان کے دروازے ہر وقت ہی کھلے رہتے ہیں اور انسان جب چاہے ان سے حصہ لے سکتا ہے۔ صرف مانگنے کی دیر ہوتی ہے ورنہ اس کی طرف سے دیر نہیں لگتی کیونکہ خدا تعالےٰ اپنے بندہ کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ ہاں بندہ خدا تعالےٰ کو چھوڑ کر بعض دفعہ دوسروں کے دروازہ پر چلا جاتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر کے بعد ایک عورت کو دیکھا کہ وہ پریشانی کے عالم میں ادھر اُدھر پھر رہی تھی۔ اسے جو بچہ بھی نظر آتا وہ اسے اٹھا کر اپنے گلے سے لگا لیتی اور پیار کر کے چھوڑ دیتی۔ آخر اسی طرح تلاش کرتے کرتے اسے اپنا بچہ مل گیا اور وہ اسے لے کر اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رض کو مخاطب کر کے فرمایا اس عورت کو اپنا بچہ ملنے سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی اللہ تعالےٰ کو اپنے گمشدہ بندہ کے ملنے سے خوشی ہوتی ہے۔ سو

اس رحیم و کریم ہستی سے تعلق

پیدا کرنا کوئی مشکل امر نہیں۔ ہر گھڑی رمضان کی گھڑی ہو سکتی ہے اور ہر لمحہ قبولیتِ دعا کا لمحہ بن سکتا ہے۔ اگر یہ دیر ہوتی ہے تو بندہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ لیکن یہ بھی اس کے احسانات میں سے ہی ہے۔ کہ اس نے رمضان کا ایک مہینہ مقرر کر دیا تاکہ وہ لوگ جو خود نہیں اٹھ سکتے ان کو ایک نظام کے ماتحت اٹھنے کی عادت ہو جائے۔ اور ان کی غفلتیں ان کی ہلاکت کا موجب نہ ہوں۔

پس

یاد رکھو

کہ روزے کوئی مصیبت نہیں ہیں اگر یہ کوئی دکھ کی چیز ہوتی تو انسان کہہ سکتا تھا کہ میں دکھ میں کیوں پڑوں لیکن جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے روزے دکھوں سے بچانے اور گناہوں سے محفوظ رکھنے اور اللہ تعالےٰ کی لقاء حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہیں۔ اور گو بظاہر یہ ہلاکت کا باعث معلوم ہوتے ہیں کیونکہ انسان فاقہ کرتا ہے۔ جاگتا ہے۔ بے وقت کھانا کھاتا ہے جس سے معدہ خراب ہو جاتا ہے اور پھر ساتھ ہی اس کے یہ احکام بھی ہیں کہ

صدقہ و خیرات زیادہ کرو

اور غرباء کی پرورش کا خیال رکھو۔ مگر یہی قربانیاں ہیں جو اسے خدا تعالےٰ کا محبوب بناتی ہیں اور یہی قربانیاں ہیں جو قومی ترقی کا موجب بنتی ہیں +

(الفضل ۱۴ فروری ۶۲ء)

باہمی محبت و اخوت کی اہمیت
اور اسے برقرار رکھنے کے ذرائع

مکرم آغا سیف اللہ خانصاحب مربی سلسلہ احمدیہ مقیم خانپور ضلع رحیم یار خان

جماعتی اتحاد اور استحکام کے لئے باہمی محبت و اخوت ایک ضروری امر ہے۔ یہ وہ زندہ اور درخشاں معجزہ ہوتا ہے جو ازل سے الٰہی جماعتوں کا خاصہ رہا ہے۔ جسے مخالفین بحسرت و یاس دیکھتے ہیں۔ اور زبان حال سے "لو کانوا مسلمین" کا اظہار کرتے ہیں (حجر آیت ۳) مگر باوجود بڑی کوشش اور متعدد دنیاوی تدابیر کے اس عظیم اُخوت کو حاصل نہیں کر سکتے جو نعمت ربانی کی صورت میں مامور خدا کی آواز پہ لبیک کہنے والوں میں قائم ہوتی ہے۔ جب لوگ باہمی انتشار و انشقاق کے باعث تباہی و بربادی کے کنارے ہوتے ہیں۔ حرص و ہوا کے بندے بن کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بھول جاتے ہیں۔ رنگ و نسل اور قومی عصبیت کے فتنے اپنے عروج پر ہوتے ہیں۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ اپنے کسی مامور کے ذریعہ باہمی محبت و مودت سے پُر معاشرہ کی بنا ڈالتا ہے۔ جس میں ہر طرف "تحیتھم فیھا سلام" (ابراہیم ۲۴) کے مطابق امن و سکون اور عافیت و سلامتی کا نظارہ ہوتا ہے اور ایک ہی لڑی میں منسلک مامور ربانی کے روحانی فرزندوں میں وہ یگانگت اور لگاؤ پایا جاتا ہے۔ جو باہمی تعلقات اور معاشرتی امور میں آئندہ نسلوں کے لئے ہمیشہ نمونہ اور مشعل راہ ثابت ہوتا ہے۔

موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طفیل ہم نے ازسرِ نو فضل خداوندی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے روحانی ورثہ کے طور پر اسلامی اُخوت و مساوات کو پایا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اسے برقرار رکھیں اور دل و جان سے اسے فروغ دینے کی ہر ممکن سعی کریں۔ اسکے نتیجہ میں ہمیں اپنی زندگی میں روحانی مسرت و شادمانی حاصل ہوگی اور انشاء اللہ جماعتی رنگ میں بھی ہماری جڑیں مضبوط رہیں گی اور ہم خدا تعالیٰ کے ان پاک احسانوں کے مستحق ٹھہریں گے جو کسی قوم کی بلندی و سرفرازی کا سبب ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارہ میں جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں اوّل خدا کی توحید اختیار کرو اور دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہ میں پیدا ہوئی تھی۔ کنتم اعداءً فألّف بین قلوبکم۔ یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۴۸ - ۴۹)

اس جماعتی اخوت کو زندہ جاوید بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم میں ایثار اور قربانی کی روح ہو اور پھر ہمارے جذباتِ محبت الٰہی منشاء کے مطابق ہوں اور اپنے بھائیوں سے ہمارا رویہ اور برتاؤ الحب فی اللہ کی بناء پہ ہو۔ لوگوں کے ساتھ ذاتی منفعت یا مادی فوائد کی خاطر خوشامد کے اظہار کو کبھی ثبات نہیں لیکن للہی تعلق اور اسلامی اخوت ایک مقدس روحانی تحفہ ہے۔ جو پاکیزہ قلوب میں عنایت الٰہی سے سدا فروزاں رہتا ہے۔

خدا کے برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے افراد کو جو محض للہ باہمی تعلقاتِ محبت کو فروغ دیتے اور نبھاتے ہیں۔ ازلی ابدی مسرتوں اور دائمی لذتوں سے پُر اعلیٰ وارفع زندگی کی بشارت دی ہے اور فرمایا ہے کہ ایسے افراد روز قیامت اللہ تعالیٰ کی شفقت و رحمت کے سایہ تلے ہوں گے (باب ماجاء الحب فی اللہ جامع ترمذی)

خدائے رحمان اور اسکے بندوں سے محبت رکھنا مومن کا شیوہ ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصیحۃ ثلاث مرار قالوا یا رسول اللہ لمن قال للّٰہ ولکتابہ ولائمۃ المسلمین وعامتھم"

(جامع ترمذی باب ماجاء فی النصیحۃ)

ترجمہ:۔ رسول خدا نے تین دفعہ فرمایا کہ دین خیر خواہی ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ کس کے لئے آپ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ کے لئے۔ اس کی کتاب کے لئے مسلمانوں کے سرکردہ اور ذمہ دار افراد کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے۔

جب نصیحت کی آپ نے تلقین فرمائی تو اس کے حصول کا ایک معین اور آسان اصول بھی بتا دیا اور فرمایا:۔

"ہمیشہ اپنے بھائی کے لئے وہی امر اختیار کرو جو اپنے لئے چاہتے ہو۔"

(بخاری کتاب الایمان)

بلاشبہ ہر انسان اپنے لئے بھلائی بہبودی۔ نیک شہرت اور اچھے اوصاف کا مالک ہونا پسند کرتا ہے۔ پس چاہیئے کہ ہم اپنی صلاحیتوں اور استعدادوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی اور افرادِ جماعت کی خیر خواہی کے لئے کام کریں۔ اور بموجب فرمان نبوی ایک دوسرے کی عزت و ناموس اور جان و مال کے امین بنیں اور باہمی فلاح و بہبود کی خاطر نہ صرف مقدور بھر مادی وسائل سے کام لیں بلکہ خدائے عزوجل کی بارگاہ میں ایک دوسرے کے لئے دعائے خیر بھی کرتے رہیں جو فرد اپنے بھائی کے لئے دعائیں کرتا ہے خدا اسکی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتا ہے۔ (جامع ترمذی)

باہمی تعلقات اخوت میں رخنہ کا سب سے بڑا موجب کبر ہوتا ہے جس کا منبع جہالت اور عدم عرفان ہیں اور اس کے نتائج بخل۔ نفس پرستی اور دوسرے کی عیب گوئی جیسے اخلاق رذیلہ ہیں یہ وہ ابلیسی عادت ہے جس کی وجہ سے انسان تمام شریفانہ اوصاف۔ ایفاء عہد۔ صلہ رحمی۔ مروّت اور شفقت علی خلق اللہ سے عاری ہو جاتا ہے۔ دوسرے لوگ بھی ایسے انسان کو نفرت و حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں اور انجام کار اس سے طمانیت قلب کی نعمت چھن جاتی ہے اور وہ حسد و بغض کی آگ میں جلتا ہے۔ لیکن جو شخص باوجود صاحبِ وجاہت و فضیلت ہونے کے لوگوں کے ساتھ تواضع اور انکساری سے پیش آتا ہے۔ وہ دوسرے ساتھیوں میں باہمی محبت پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔ ایسے انسان پر اللہ کا خاص فضل نازل ہوتا ہے اور وہ اسے بلندی و سرفرازی سے نوازتا ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہوتا ہے۔ وہ نہ اس سے خیانت کرتا ہے نہ ہی جھوٹ بولتا ہے نہ ہی مصیبت کے وقت اپنے بھائی کا ساتھ چھوڑتا ہے (سنو) ہر مسلمان پہ دوسرے مسلمان کی جان عزت اور مال کی رعایت لازم ہے۔ انہی امور میں "تقویٰ" ہے انسان کی بربادی کے لئے یہی امر کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی کو حقیر جانے۔

(باب ماجاء فی شفقۃ المسلم علی المسلم)
جامع ترمذی

مومن ایک دیوار کی مانند باہمی مضبوط ربط رکھتے ہیں جو خوشی غمی میں ایک دوسرے کے شریک رہتے ہیں۔ یقیناً وہ شخص بڑا ہی مبارک اور قابل عزت ہے جو اپنے بھائی کو تکلیف اور پریشانی میں دیکھکر تڑپ اٹھتا ہے اور پھر اپنی توفیق کے مطابق محض للہ اسکی مدد کرتا ہے۔ ایسے شخص کے لئے نصرت ایزدی کی بشارت ہے۔

(جامع ترمذی)

(باقی)

کیا آپ جانتے ہیں؟

کہ ہر طفل کے لئے رکنیت فارم پُر کرنا ضروری ہے جو بچے مجلس اطفال الاحمدیہ میں نئے شامل ہوتے ہیں یا اس سے پہلے فارم رکنیت پُر نہیں کیا۔ قائدین مجالس ان سے یہ فارم جلد پُر کروا کر مرکز کو بھجوا دیں۔

(مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ٹرینڈ اساتذہ کی ضرورت

سکول میں ایک بی۔ ایس سی ٹرینڈ۔ دو ایس وی اور دو جے وی ٹیچرز کی ضرورت ہے خواہشمند احباب فوراً امیر یا پریذیڈنٹ کی سفارش کے ساتھ اپنی درخواستیں بھجوا دیں۔

(ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچوں کے چندہ وقفِ جدید کی ادائیگی کی رفتار ابھی سست ہے! اسے تیز کریں

مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

قائدین خدام الاحمدیہ کی راہنمائی کیلئے

آپ مرکزی رقوم کی ترسیل کے سلسلہ میں موجودہ زمانے کے بینکنگ سسٹم سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ جن جگہوں پر بنک موجود ہوں وہاں سے رقم کا بذریعہ منی آرڈر بھجوانے کی بجائے بذریعہ بنک بھجوانا بہت مفید ہے اس طرح نہ صرف خرچ کم ہوگا۔ بلکہ رقم بھی ہمیں جلد مل جائے گی۔

۱۔ جن شہروں میں سلسلہ کے بنک اکاؤنٹ ہیں ان مجالس کو چاہیئے کہ رقم اس اکاؤنٹ میں جمع کروا کر کیش سلپ مع تفصیلی خط مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو بھجوا دیا کریں

۲۔ جن جگہوں پر سلسلہ کے بنک اکاؤنٹ نہیں مگر بنک موجود ہیں ان مجالس کو چاہیئے کہ وہ چنیوٹ کے کسی بنک کے نام ڈیمانڈ ڈرافٹ مع تفصیلی خط ہمیں بھجوا دیں۔

۳۔ جس جگہ کوئی بنک نہ ہو۔ وہاں سے رقم بذریعہ منی آرڈر بنام افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ارسال کی جائے۔ منی آرڈر کے کوپن پر اپنا پورا پتہ اور ترسیل کردہ رقم کی تفصیل ضرور لکھیں۔ امید ہے جملہ قائدین حضرات اس پر عمل پیرا ہوں گے۔ اور ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں گے۔

(مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

روحانی نسل بڑھانے کا طریق

تحریک جدید کے ہر دفتر کا مجاہد بعد میں آنیوالے دفتر کیلئے معقول تعداد میں مجاہد بنائے

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔

"جس طرح آپ لوگ کوشش کرتے ہیں کہ آپ کی جسمانی نسل جاری رہے۔ اسی طرح آپ لوگوں کو یہ بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ آپ کی روحانی نسل جاری رہے اور روحانی نسل کو بڑھانے کا ایک طریق یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو تحریک جدید کے دفتر اول میں حصہ لے چکا ہے وہ عہد کرے کہ نہ صرف آخر تک وہ خود پوری باقاعدگی کے ساتھ اس تحریک میں حصہ لیتا رہے گا۔ بلکہ کم از کم ایک آدمی ایسا ضرور تیار کریگا۔ جو دفتر دوم میں حصہ لے۔ اور اگر وہ زیادہ آدمی تیار کر سکے تو یہ اور بھی اچھی بات ہے۔ دنیا میں لوگ صرف ایک بیٹے پر خوش نہیں ہوتے۔ بلکہ چاہتے ہیں کہ ان کے پانچ پانچ سات سات بیٹے ہوں۔ جس طرح دنیا میں لوگ اپنے لئے پانچ پانچ سات سات بیٹے پسند کرتے ہیں۔ اسی طرح ہر شخص کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ تحریک جدید کے دفتر دوم میں حصہ لینے والے پانچ پانچ سات سات نئے آدمی تیار کرے۔ اور پھر دوسرے دفتر میں حصہ لینے والا ہر شخص کوشش کرے کہ وہ تیسرے دفتر کے لئے پانچ پانچ سات سات آدمی کھڑے کرے اور تیسرے دفتر میں حصہ لینے والا ہر شخص کوشش کرے کہ وہ چوتھے دفتر کے لئے پانچ پانچ سات سات آدمی تیار کرے تاکہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے اور اس روپیہ سے تبلیغ اسلام کے نظام کو زیادہ سے زیادہ وسیع کیا جا سکے"۔ (منقول از الفضل ۱۰ نومبر ۱۹۶۲ء)

دعائے مغفرت

میرے بڑے ماموں جان مولوی عبدالرحمٰن صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ کھاریاں قریباً ۸۰ سال کی عمر میں مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۶۶ء کو سول ملٹری ہسپتال کھاریاں میں بعارضہ قلبیہ مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم حضرت حافظ مولوی فضل الدین صاحب رضی اللہ عنہ جن کا ذکر ۳۱۳ کے صحابہ کرام میں انجام آتھم میں دوسرا اور آئینہ کمالات میں تیسرے نمبر پر ہے) کے بڑے صاحبزادہ تھے۔ آپ اوائل عمر سے ہی محکمہ تعلیم میں ملازمت اختیار کرکے ہیڈ ماسٹری سے ریٹائر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے عمدہ انتظامی صلاحیت عطا فرمائی تھی اور آپ باوقار صاف گو اور صاف دل بزرگ تھے۔ غرباء و مساکین کی امداد کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مالی وسعت کے ساتھ شفیق دل بھی

م عطا فرمایا تھا۔ کسی کے لئے دل میں کینہ نہ رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے ساتھ تمام بہن بھائیوں سے امتیازی سلوک فرمایا اور آخر عمر میں وصیت کی توفیق بھی عطا فرما کر بہشتی مقبرہ میں داخل ہونے کی بھی سعادت عطا فرمائی۔ ہمارے خاندان کے لئے ان کا وجود ہر لحاظ سے بہت بابرکت وجود تھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بلند درجات عطا فرماتے۔ ان کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ خاندان کے اتفاق اور یک جہتی کو قائم رکھے اور پسماندگان میں خدمت دین کا جذبہ بھی ترقی کرتا رہے۔

خاکسار محمد اسمٰعیل خالد از کھاریاں

شکریہ احباب

میری اہلیہ کی بجلی کے حادثہ میں اچانک وفات پر احباب نے بکثرت خطوط اور تاروں کے ذریعہ اظہار تعزیت فرما کر ہمارے غم میں شرکت فرمائی ہے۔ اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ سب سے بڑھکر حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضور کے خاندان کے دیگر افراد نے میری بچیوں اور بچوں اور خاکسار کی دلجوئی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار ابھی آپ کے خطوط کا فرداً فرداً جواب دینے سے قاصر ہے۔ فی الحال اخبار کے ذریعہ اُن سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ان کی طرف سے اظہار ہمدردی نے ہمارے غموں کو ہلکا کرنے میں مدد فرمائی ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

احباب سے درخواست ہے کہ خاکسار اور خاکسار کے بچوں کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس ابتلاء کے وقت صبر اور حوصلہ سے اس صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور مرحومہ کے جنت میں درجات بلند فرمائے۔ ثم آمین

(خاکسار عمزدہ چوہدری عبداللطیف قادیانی پروپرائٹر الیکٹرک کمپنی بیرون حرم گیٹ ملتان)

تقریب رخصتانہ

مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۶۶ء کو وقت بعد نماز عشاء محترمہ منصورہ بیگم صاحبہ بنت مکرم میاں شریف احمد صاحب کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی ان کا نکاح چوہدری مبشر احمد صاحب ابن چوہدری بشیر احمد صاحب آف راولپنڈی سے ہوا تھا۔ محترمہ منصورہ بیگم صاحبہ حضرت ڈپٹی میاں محمد شریف صاحب ریٹائرڈ ای اے سی کی پوتی ہیں۔ برات راولپنڈی سے آئی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد دعا محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے کرائی۔ ربوہ کے متعدد احباب بھی دعا میں شامل ہوئے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ یہ رشتہ فریقین کیلئے اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے مبارک کرے۔ آمین

درخواست ہائے دعا

۱۔ میری بچی کراچی میں عرصہ ۲ سال سے بیمار ہے پہلے بہت تشویش ناک حالت تھی۔ اب کافی افاقہ ہے احباب کامل صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ (حاجی محمد ابراہیم خلیل ربوہ)

۲۔ اس عاجز کے لڑکے محمد عبداللطیف نے ایم اے (عنسکرت نستعلیق) کا امتحان سیکنڈ ڈویژن میں اور محمود مجیب اصغر نے بی۔ ایس۔ سی انجینئرنگ کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا ہے الحمدللہ۔ ہر دو کے لئے موزوں ملازمتوں کے میسر آنے کے لئے بزرگان سلسلہ کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔ (خاکسار فضل الرحمٰن بسمل ۲۵۔ پانڈو سٹریٹ۔ کرشن نگر۔ لاہور)

۳۔ میرا لڑکا داؤد احمد میرین اکیڈمی چٹاگانگ میں بغرض ٹریننگ داخل ہوا ہے۔ احباب اسکی کامیابی اور خیریت کے لئے دعا فرمائیں۔ (مبارک احمد لاہور)

۴۔ میری والدہ صاحبہ سانگلہ ہل میں بوجہ فالج بیمار ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (مقبول احمد کھیتی)

۵۔ میری اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں۔ درخواست دعا ہے۔ (شیخ محبوب الٰہی لوہاری منڈی۔ لاہور)

۶۔ کیپٹن محمد حسین صاحب چیمہ بندش پیشاب کے باعث لندن کے ہسپتال میں داخل ہیں۔ پیشاب کے ساتھ خون بھی آتا ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

۷۔ خاکسار کا لڑکا کچھ عرصہ سے بیمار چلا آرہا ہے۔ نیز خاکسار بھی پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے۔

(ایوب خاں کراچی)

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

نئی دہلی ۱۴ر دسمبر۔ اکالی دل کے سنت فتح سنگھ گروپ کے چھ رہنماؤں نے اعلان کیا ہے کہ وہ سنت فتح سنگھ کی خودکشی سے ۲۴ گھنٹے قبل ۲۶ر دسمبر کو جل کر خودکشی کر لیں گے۔ اکالیوں کے اس اعلان کے بعد مشرقی پنجاب میں زبردست کشیدگی پیدا ہو گئی ہے اور امرتسر کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دربار صاحب کے سکھ محافظوں سے کہا ہے کہ وہ اپنا اسلحہ فوری طور پر حکومت کے حوالے کر دیں۔

رائٹر کے نامہ نگار نے بتایا ہے کہ سنت فتح سنگھ کے بعد ان کے گروپ کے چھ ممتاز اکالی لیڈروں کے خودکشی کے اعلان کے بعد مرکزی حکومت سخت تشویش میں مبتلا ہو گئی ہے۔ کیونکہ اس طرح ایک طرف گھنت گرو شنکر اچاریہ کے مرن برت سے ہندو حکومت سے ناراض ہیں اور اب سکھوں نے بھی خودکشی کی دھمکیاں دینی شروع کر دی ہیں۔ شنکر اچاریہ کے مرن برت کو آج ۲۳واں دن ہے اور انہوں نے دھمکی دی ہے کہ اگر ۳۱ر دسمبر تک پورے بھارت میں گاؤ کشی پر پابندی عائد نہ کی گئی تو وہ پانی پینا بھی ترک کر دیں گے۔

امرتسر میں اکالی سکھوں نے اعلان کیا ہے کہ اگر پنجابی صوبہ کے بارے میں سنت فتح سنگھ کا مطالبہ نہ مانا گیا تو وہ ۲۶ر دسمبر کو جل کر خودکشی کر لیں گے سنت فتح سنگھ نے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ننگل اور لنجاب صوبہ قبول نہیں کریں گے اور چنڈی گڑھ اور سکھ اکثریت کے دوسرے علاقوں کو پنجابی صوبہ میں شامل نہ کیا گیا تو ۱۶ دسمبر سے بھوک ہڑتال کریں گے اور ۲۷ر دسمبر کو جل کر خودکشی کر لیں گے۔

• بنکاک ۱۴ر دسمبر۔ ایشیائی کھیلوں میں پاکستان نے آج دوسرا طلائی تمغہ جیت لیا۔ یہ تمغہ محمد بشیر نے کشتیوں کے ویلٹر ویٹ مقابلے میں جیتا۔ ایران کے سازو تہامی نے چاندی کا اور جتول کوریا کے ہانگ سک ہو نے کانسی کا تمغہ حاصل کیا۔ ایران کے محمد نصیری کا نے ویٹ لفٹنگ کے بنٹم ویٹ کے مقابلے میں عالمی ریکارڈ توڑ دیا اور اپنے ملک کے لئے طلائی تمغہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

• قاہرہ ۱۴ر دسمبر۔ مصر کے نیم سرکاری اخبار الاہرام نے اطلاع دی ہے کہ سعودی عرب کے سابق فرمانروا شاہ سعود متحدہ عرب جمہوریہ میں رہائش اختیار کریں گے۔ اخبار نے لکھا ہے کہ اس سلسلہ میں انہوں نے جو درخواست کی تھی۔ صدر جمال عبدالناصر نے اس کی منظوری دے دی ہے۔

• روم ۱۴ر دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ عالمی ادارہ خوراک و زراعت پاکستان اور بھارت کو اناج فراہم کرے گا۔ پاکستان کو پندرہ ہزار ٹن اور بھارت کو تیس ہزار ٹن غلہ دیا جائے گا۔ توقع ہے کہ اس امداد سے دونوں ملکوں میں غذائی قلت پر کسی حد تک قابو پایا جا سکے گا۔

• راولپنڈی ۱۴ر دسمبر۔ پاکستان کا دورہ کرنے والے سعودی عرب کے طبی وفد نے کل یہاں نیشنل ہیلتھ لیبارٹری کا معائنہ کیا۔ اس کے مختلف شعبے دیکھے اور مختلف معلومات حاصل کیں۔ اس کی قیادت سعودی عرب کی وزارت صحت کے ڈائرکٹر جنرل ڈاکٹر ہاشم دباغ کر رہے ہیں۔ وفد کے ارکان لیبارٹری میں تحقیقی کاموں کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ ڈاکٹر ہاشم نے اپنے خیال کا اظہار کرتے ہوئے اسے شاندار پروجیکٹ قرار دیا۔ وفد اپنے دورہ کے دوران سعودی عرب کے لئے پاکستانی ڈاکٹروں کی بھرتی کرے گا

• کراچی ۱۴ر دسمبر۔ نیشنل بنک آف پاکستان میں ۱۲ روز کے وقفہ کے بعد کل کام شروع ہو گیا۔ بنک کی مختلف شاخوں کے ۱۳ ہزار ملازمین جو ہڑتال پر تھے۔ آج اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہو گئے انہوں نے کل صوبائی وزیر صحت ملک اللہ یار خان کی یقین دہانی پر ہڑتال ختم کر دی۔

احباب ہمیشہ اپنی قابل اعتماد سروس
پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ
کی آرام دہ اور دلکش بسوں میں سفر کریں

صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ

کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ارشاد

”اس وقت چونکہ سلسلہ کو بہت سی مالی ضرورتیں پیش آ گئی ہیں جو عام آمد سے پوری نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے میں نے یہ تجویز کیا ہے کہ اس سے فوری ضرورت کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ جماعت کے افراد میں سے جس کسی نے اپنا روپیہ کسی دوسری جگہ بطور امانت رکھا ہوا ہے وہ فوری طور پر اپنا روپیہ جماعت کے خزانہ میں بطور امانت صدر انجمن احمدیہ داخل کر دے تاکہ فوری ضرورت کے وقت ہم اسے کام چلا سکیں۔ اس میں تاجروں کا وہ روپیہ شامل نہیں جو تجارت کے لئے رکھتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی زمیندار نے کوئی جائداد بیچی ہو اور آئندہ وہ کوئی اور جائداد خریدنا چاہتا ہو تو ایسے لوگ صرف اتنا روپیہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں جو فوری طور پر جائداد کے لئے ضروری ہو اس کے سوا تمام روپیہ جو بنکوں میں دوستوں کا جمع ہے سلسلہ کے خزانہ میں جمع ہونا چاہیئے۔“

امید ہے احباب جماعت حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں اپنی رقوم جلد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بھجوائیں گے۔

افسر خزانہ
صدر انجمن احمدیہ

اعلان نکاح

عزیزم برادرم منیر احمد حفیظ صاحب ابن مکرم مشفق احمد صاحب بھٹی مرحوم آف کنری (سندھ) سابق ہیڈ کاتب الفضل کا نکاح عزیزہ شاہدہ طلعت بنت قاضی منصور احمد صاحب بھٹی کے ساتھ بعوض مبلغ پانچ ہزار روپیہ حق مہر پر مورخہ ۲۵ر نومبر ۱۹۶۶ء کو بعد نماز جمعہ مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل مسجد مبارک میں پڑھا۔ اگلے روز مورخہ ۲۶ر نومبر ۱۹۶۶ء کو تقریب رخصتانہ عمل میں آئی جس میں بہت سے احباب و خواتین کے علاوہ حضرت ام متین صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی اس تقریب میں از راہ شفقت شمولیت فرمائی۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت بنا دے۔ آمین۔

(عبدالسلام اعوان۔ محلہ دارالصدر غربی ربوہ)

[redacted]

تقریب رخصتانہ

عزیزہ صادقہ بی بی، محترم محمد شفیع صاحب مرحوم کی دختر کی تقریب رخصتانہ مورخہ ۸/۱۲/۶۶ بروز جمعرات عمل میں آئی۔ عزیزہ کا نکاح اسی دن برادرم بشیر احمد صاحب بٹ ولد محمد تقی صاحب آف چک ۴۶۸ گ ب سمندری ضلع لائلپور کے ساتھ مبلغ ایک ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب نے پڑھا۔

احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ درخواست ہے کہ دعا فرمائیں اللہ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت بنائے۔ آمین

(محمد افضل بٹ کلرک صدر دفتر صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

قابل اعتماد سروس
سرگودھا سے سیالکوٹ
عباسیہ ٹرانسپورٹ کمپنی
کی آرام دہ بسوں میں سفر کریں۔

باکمال شان۔ لاجواب سروس
آپ ہمیشہ اپنی قابل اعتماد سروس طارق
ٹرانسپورٹ کمپنی کی آرام دہ بسوں میں
سفر کریں
(مینیجر)

موجودہ دور کے تقاضوں سے آگاہ رہنے کے لئے ماہنامہ انصار اللہ کا باقاعدگی سے مطالعہ کیجئے،
(ناظم اشاعت مجلس انصار اللہ ربوہ)

دعاؤں کی بنیاد محبت پر ہے انسان کو محبت کے تحت خدا سے مانگنا چاہیئے

اصل مدعا یہ ہو کہ خدا مل جائے اس کے علاوہ جو کچھ ملتا ہے وہ اسی کا فضل ہوتا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ دعا کے ایک نہایت اہم طریق کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"خدا تعالےٰ نے رمضان کے ذکر میں فرماتا ہے واذا سألک عبادی عنی فانی قریب میرے بندے اگر میرے بارے میں سوال کریں تو انہیں کہو کہ میں تو بالکل قریب ہوں۔ اس میں یہ حکمت بیان کی گئی ہے کہ انسان کو اپنی زندگی کی بنیاد محبت پر رکھنی چاہیئے۔ اور دعاؤں کی بنیاد بھی محبت پر ہے۔ دعا انسان اس لئے نہ مانگے کہ مجھے یہ چیز مل جائے یا وہ چیز مل جائے بلکہ اس لئے مانگے کہ اگر خدا تعالےٰ سے نہ مانگوں تو اور کس سے مانگوں۔ نیو ل سے کاموں کے انجام میں بھی بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔ بسا اوقات انسان ایک چیز اس لئے مانگتا ہے کہ تعلق پیدا ہو جائے ماں باپ سے بچہ بسا اوقات اسی غرض سے سوال کرتا ہے تو اس لئے کہ اس کا دل چاہتا ہے کہ ماں باپ سے مانگوں اور ان سے جھگڑوں ورنہ اس چیز کی اسے ضرورت نہیں ہوتی اس وقت اتنی خواہش اس بچہ کو اس چیز کی نہیں ہوتی جو مانگ رہا ہوتا ہے جتنی ماں کی گود میں بیٹھنے یا باپ سے پیار کرانے کی ہوتی ہے

تو خدا تعالےٰ فرماتا ہے جب میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو اس کی غرض خدا کو پانا ہو نہ کہ کوئی اور چیز حاصل کرنا پس جو سوال کرے اور کچھ مانگے اس کی حرص پر بنیاد نہ ہو بلکہ محبت پر ہو وہ سمجھے اگر فلاں چیز نہیں ملتی تو نہ ملے خدا سے باتیں تو ہو جائیں گی میں اس قسم کی ایک مثال سناتا ہوں جس سے محبت کا ثبوت ملتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کا وقت جب قریب آیا اور آپ نے بعض رؤیا کی بناء پر معلوم کر لیا کہ میری وفات قریب ہے تو آپ نے ایک مجلس میں فرمایا میں چاہتا ہوں مجھ پر کسی کا حق نہ رہے اس لئے اگر کسی کو مجھ سے کوئی ایسی تکلیف پہنچی ہو جو ناجائز ہو تو آج مجھ سے اس کا بدلہ لے لے تا قیامت کے دن مجھ پر اس کا حق نہ رہے صحابہؓ نے مختلف کیفیات قلبی کے ماتحت اس بات کو مختلف رنگ میں سمجھا اور فائدہ اٹھایا کسی نے تو اس سے یہ سمجھا کہ اب آپ کی وفات کا وقت قریب ہے کسی نے سمجھا کیا اعلےٰ بات فرمائی ہے کسی نے سمجھا کیا اعلےٰ سبق دیا ہے دوسروں کے حقوق ادا کرنے کا۔ غرض ہر ایک نے اپنے اپنے رنگ میں فائدہ اٹھایا۔ کہ اسی دوران میں ایک صحابی کھڑا ہوا اور کہنے لگا! یا رسول اللہؐ ایک دفعہ مجھے آپ سے تکلیف پہنچی تھی میں اس کا بدلہ لینا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر صحابہ کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ انہوں نے خیال کیا ہو گا اس نے کیسی بے ہودہ بات کہی ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کس قدر گستاخی کی ہے۔ کئی اس پر دانت پیسنے لگ گئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اچھا بتاؤ کیا بات ہے اس نے کہا یا رسول اللہ ایک دفعہ آپ جنگ کے موقعہ پر صف بندی فرمارہے تھے تو آپ کی کہنی میری پیٹھ پر لگی تھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تو تم بھی مار لو۔ اس نے کہا یا رسول اللہ اس وقت میرا بدن ننگا تھا۔ مگر آپ کے جسم پر کپڑا ہے آپ نے کپڑا اٹھا دیا اور کہا لو اب مار لو۔ یہ دیکھ کر اس صحابی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم مطہر کو بوسہ دیتے ہوئے کہا میں نے سمجھا تھا حضور کی وفات قریب ہے پھر اس مبارک جسم کو دیکھنے کا موقعہ نہ ملے گا اس لئے ایک دفعہ تو اسے چوم لوں۔

دیکھو اس صحابی کا بھی یہ مانگنا تھا اور اپنا حق مانگنا تھا۔ مگر اس کی اصل غرض رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم مبارک کو دیکھنا اور بوسہ دینا تھی۔ تو بسا اوقات انسان ایک چیز مانگتا ہے مگر اس کی اصل غرض قرب اور محبت حاصل کرنا ہوتی ہے میں نے دیکھا ہے باہر سے دوست آتے ہیں اور کہتے ہیں ایک بہت ضروری کام ہے جس کے لئے ملنا چاہتے ہیں جب ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہی کام تھا کہ آپ کو ملنا چاہتے تھے تو خدا تعالےٰ فرماتا ہے اذا سألک عبادی عنی فانی قریب۔ جس وقت میرے بندے میری بابت سوال کریں۔ یہ سوال نہیں کہ یہ ملے اور وہ ملے بلکہ اللہ کا مقصد یہ ہو کہ خدا ملے باقی جو کچھ ملے وہ سب زائد ہے تو ان سے کہو میں ان کے قریب ہوں۔ مقربہ اوقات نتیجہ کے لئے آتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جتنی تڑپ ہو کہ خدا کہاں ہے اتنا ہی خدا نزدیک ہوتا ہے تو خدا تعالےٰ فرماتا ہے میرا حاصل کرنا مانگنے پر منحصر ہے مجھے پکارو تو میں آ جاؤں گا میں تو خود اس کا منتظر رہوں۔ کہ آواز دو تو میں آؤں"۔ (الفضل ۱۰ر اپریل ۱۹۲۶ء)

رمضان کے بابرکت ایام میں

مسجد مبارک میں پورے قرآن مجید کے درس کا سلسلہ شروع ہو گیا

ابتدائی پاروں کا درس محترم مولانا ابوالعطاء صاحب دے رہے ہیں

ربوہ ۱۵ ر دسمبر۔ کل مورخہ یکم دسمبر رمضان المبارک سے مسجد مبارک میں پورے قرآن مجید کے درس کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ درس روزانہ نماز ظہر کے بعد سوا نبجے بعد دوپہر شروع ہو کر ساڑھے تین بجے تک جاری رہتا ہے۔

درس کا آغاز کل محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے کیا۔ آپ سورہ فاتحہ سے سورۃ نساء تک درس دیں گے۔ اور آپ کا درس ۵ ر رمضان تک جاری رہیگا۔ یہ درس ۲۹ ر رمضان المبارک تک مسلسل جاری رہے گا۔ اور اس میں محترم مولانا ابوالعطاء صاحب کے علاوہ محترم مولوی محمد صادق صاحب محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل، محترم مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب، محترم مولوی ظہور حسین صاحب اور محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب حصہ لیں گے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے آخری تین سورتوں کا درس دینا منظور کر لیا ہے۔ مقامی احباب بالالتزام درس میں شامل ہو کر قرآنی علوم و معارف سے مستفیض ہوں۔ یاد رہے مسجد مبارک میں ظہر کی نماز ایک بجے ادا کی جاتی ہے اور نماز کے بعد سوا بجے سے درس شروع ہو جاتا ہے۔ مسجد مبارک میں یکم رمضان المبارک سے نماز تراویح کا سلسلہ بھی شروع ہے نماز تراویح پونے چار بجے صبح ادا کی جاتی ہے۔ مکرم حافظ رفیق احمد صاحب گجراتی نماز تراویح میں قرآن مجید سنا رہے ہیں۔ نماز فجر کے بعد مکرم مولوی قمرالدین صاحب نے ریاض الصالحین کا درس شروع کیا۔

محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب کی علالت اور درخواست دعا

محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ ان دنوں علیل ہیں اور بغرض علاج میو ہسپتال لاہور میں داخل ہیں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ محترم ملک صاحب موصوف کو کامل و عاجل صحت عطا کرے اور خدمت دین کی توفیق پانے والی لمبی عمر عطا فرمائے آمین۔

(سید شمس الحق دفتر افتاء۔ ربوہ)

درخواست دعا

میرے بیٹے عزیزم ظفر احمد نے اس سال ماہ نومبر میں لندن سے چارٹرڈ اکاؤنٹنسی (CHARTERED ACCOUNTANCY) کا فائنل امتحان دیا ہے۔ تمام احباب جماعت اور خصوصاً صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درخواست ہے کہ امتحان میں اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔ نیز اس کی صحت اور خیر و عافیت کے ساتھ واپسی کے لئے دعا فرمائیں۔ آمین۔

(اہلیہ ڈاکٹر شیر علی صاحب مرحوم ایم بی بی ایس ڈی ٹی ایم دارالرحمت غربی ربوہ)

اعلان برائے اعتکاف

رمضان المبارک میں اعتکاف بیٹھنے کے لئے جن بہنوں نے درخواست دینی ہو وہ براہ مہربانی ۲۵ ر دسمبر تک یا دسویں روزہ تک دفتر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ میں میرے نام بھجوا دیں۔

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴